محمد معاذ☆

عہدِ نبوی کا تحریری سرمایہ

رسول معظم ﷺ کی سیرت تحریری طور پر محفوظ کرنے کا آغاز غیر ارادی طور پر آغاز ہجرت سے ہی ہو جاتا ہے ۔ سفرِ ہجرت میں آپ نے سراقہ بن جعشم کو امان نامہ لکھ کر دینے کا حکم فرمایا، چناں چہ کتب سیرت و حدیث میں خود سراقہ سے منقول ہے.

• [illegible] ان یکتب لی کتاب موادعه آمن به ،قال:(اکتب له یا ابا بکر)

(۱)وفی روایة : فأمر عامر بن فهیرة فکتب فی رقعة من أدیم (۲)

میں نے آپ ﷺ کو اپنے لئے امان نامہ لکھ کر دینے کے لئے عرض کیا تو آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اسے لکھ دو ۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تو انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لکھ دیا۔

• ہجرت کے بعد جلد ہی مہاجرین و انصار اور یہود کے مابین تحریری معاہدہ طے پایا جسے مؤرخین و محققین نے دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے ۔ علامہ ابن ہشام نے ابن اسحاق کے حوالے سے نقل کیا ہے:

وکتب رسول الله ﷺ کتابا بین المهاجرین والانصار ،وادع فیهم یهود وعاهدهم... (۳)

رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین وانصار کے مابین ایک معاہدہ لکھا، اس صلح نامے میں آپ ﷺ نے یہودیوں کو بھی شامل فرمایا۔

مدینہ منورہ تشریف لانے سے کچھ عرصے بعد آپ ﷺ نے مردم شماری کرائی ، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل اسلام کے اسمائے گرامی نقل تحریر کئے جو پندرہ سو تھے:

☆ استاد گورنمنٹ کالج، عارف والا

عن حذیفة قال النبی صلی الله علیه وسلم اکتبوا لی من یلفظ بالاسلام من الناس فکتبنا له الف خمس مأة رجل (۴)

حضرت عباس بن عبدالمطلب جو بدر الکبری سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے کفار مکہ کے ناپاک عزائم سے تحریراً (خط بھیج کر) آگاہ کرتے تھے۔

اسلم العباس بمکة قبل بدر(...)وانه کان لا یعمی علی رسول الله صلی الله علیه وسلمبمکة من خبر یکون الا کتب به الیه .. (۵)

جہاد کے بعد حاصل ہونے والے مال غنیمت کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا۔آمدن اور خرچ کا اندراج ہوتا۔یہ خدمت حضرت معیقیب بن ابی فاطمہ اوسی انجام دیتے تھے،جہشیاری لکھتے ہیں:

کان یکتب غنائم رسول الله صلی الله علیه وسلم(۶)

حضرت محمد بن مسلمہ اوسی انصاری (م) بھی اسی شعبے سے منسلک تھے، چناں چہ غزوۂ بنو قینقاع سے حاصل شدہ مال غنیمت کا حساب ان کے سپرد تھا:

وکان الذی ولی قبض اموالهم محمد بن مسلمة (۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے بارے تو صراحتاً یہ بات ملتی ہے کہ ہادی اعظم ﷺ نے آپ کو اپنے ارشادات عالیہ نہ صرف تحریر کرنے کی اجازت بخشی، بل کہ ان کی حوصلہ افزائی فرمائی:

عن عبد الله بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسمع من رسول الله صلی الله علیه وسلم أرید حفظه فنهتنی قریش فقالوا انك تکتب کل شیء تسمعه من رسو ل الله صلی الله علیه وسلم ورسول الله بشر یتکلم فی الغضب فامسکت عن الکتاب فذکرت ذالك لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال:اکتب فوالذی نفسی بیده ما خرج منی الا حق(۸)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی زبان سے جو کچھ سنتا تھا اسے لکھ لیا کرتا تھا،اس ارادے سے کہ اسے یاد رکھوں گا۔لیکن قریش نے مجھے منع کر دیا اور کہا تم رسول اللہ ﷺ سے سنتے ہو لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ تو بشر ہیں، کبھی غصے میں بھی کچھ فرما دیتے ہیں۔میں نے لکھنا ترک کر دیا۔اس بات کا ذکر

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا تو آپ نے فرمایا جو مجھ سے سنو ضرور لکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میری زبان سے حق کے سوا اور کچھ نہیں نکلتا۔

اسی طرح مجاہد سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں:

رأيت عند عبد الله بن عمرو بن العاص صحيفة فسألت عنها فقال: هذا الصادقة فيها ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بيني و بينه فيها احد (۹)

مجاہد کہتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن عمرو صحابی کے پاس ایک کتاب دیکھی تو دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ ''الصادقہ'' ہے جسے میں نے خود آپ ﷺ سے سنا، جس میں میرے اور آپ کے درمیان کوئی دوسرا نہیں۔

دارمی کے الفاظ ہیں:

اما الصادقة فصحيفة كتبتها عن من رسول الله صلى الله عليه وسلم (۱۰)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص کے سوا مجھ سے زیادہ کسی کو احادیث یاد نہ تھیں۔ کیوں کہ وہ آں حضرت ﷺ سے جو کچھ سنتے تھے لکھ لیتے تھے اور میں لکھتا نہ تھا۔

ليس احد من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر حديثا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم الا عبد الله بن عمرو فانه كان يكتب و كنت لا اكتب ...(۱۱)

زمانۂ نبوی میں جو حضرات احادیث مبارکہ کو احاطہ تحریر میں لاتے تھے ان میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ثانی الذکر کے بارے میں حضرت ابوھریرہ سے منقول ہے۔

لم يكن من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اكثر حديثا مني الا عبد الله بن عمرو فانه كان يكتب ولا تكتب (۱۲)

دارمی کی ایک روایت سے ظاہر ہے کہ یمن والوں کو حضور ﷺ نے مختلف قسم کے احکام ایک

رسالے کی شکل میں لکھ کر بھیجے تھے۔ چناں چہ روایت ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى اهل اليمن ان لا يمس القرآن الا طاهر ولا طلاق قبل ملاك ولا عتاق حتى يبتاع (۱۳)

رسول اللہ ﷺ نے یمن والوں کو لکھوا بھیجا کہ قرآن پاک کو پاک آدمی کے سوا کوئی مس نہ کرے اور نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور غلام کی خریداری سے پہلے آزادی نہیں۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۴) کو رسول اللہ ﷺ نے جب یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو فرائض، صدقات اور دیات وغیرہ کے احکام لکھوا کر عطا فرمائے۔

وكتب لهم كتاباً فيه الفرائض و السنن والصدقات والديات (۱۵)

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شوہر کی دیت کے بارے میں مجمع عام سے پوچھا تو حضرت ضحاک بن سفیان نے جواب دیا کہ مجھے معلوم ہے اور حضور ﷺ نے یہ ہمیں لکھوا کر بھیجا تھا۔ (۱۶)

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۷) نے یمن سے خط لکھ کر سبزیوں کی زکوۃ کے بارے سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ سبزیوں پر زکوۃ نہیں۔

عن معاذانه كتب الى النبى صلى الله عليه وسلم يسأله عن الخضروات وهى البقول فقال ليس فيها شئى (۱۸)

زکوۃ کے مفصل احکام جو دو صفحات پر ہی ہیں، وہ لکھوا کر امرا کی طرف بھیجے گئے۔ حضرت ابو بکر بن عمرو بن حزم کے خاندان میں، زکوۃ کے محصلین اور دیگر متعدد اشخاص کے پاس یہ تحریری احکام موجود تھے۔ (۱۹)

خطبہ حجۃ الودع کے موقع پر ایک یمنی شخص ابو شاہ نے یہ آخری خطبہ لکھنے کی درخواست کی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

اكتبوه لابى شاه (۲۰)

الجہش یاری نے حضور ﷺ کے کاتبین کی ذمہ داریوں کو یوں بیان کیا ہے کہ عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحی کی کتابت کے فرائض انجام دیتے، اگر یہ نہ ہوتے تو ابی بن کعب (۲۱) اور زید بن ثابت (۲۲) یہ خدمت انجام دیتے۔

خالد بن سعید بن عاص اور معاویہ بن ابی سفیان (۲۳) حضور ﷺ کے ذاتی اخراجات کا حساب لکھتے۔ مغیرہ بن شعبہ (۲۴) اور حصین بن نمیر تمام لوگوں کے قرضہ جات اور معاملات وقضایا لکھتے۔ عبداللہ بن ارقم بن عبد یغوث اور علاء بن عقبہ (۲۵) قبائل عرب کے پانی کے چشموں اور انصار کے زن وشوئی کے معاملات لکھتے۔

زید بن ثابت امرا کے نام خط اور دعوت نامے لکھنے کی خدمت بھی انجام دیتے تھے۔ حنظلہ بن ربیع (۲۶) کاتبین کی عدم موجودگی میں ان کی نیابت کرتے۔ (۲۷)

ہادی اعظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے والے وفود مستفیض ہو کر جب واپس جاتے تو ان یادگار لمحات کو احاطۂ تحریر میں لا کر اپنے پاس محفوظ کر لیتے۔ یہ تحریریں ان وفود کے خاندانوں میں محفوظ رہیں۔ قدما نے جب بارگاہ نبوی میں حاضر ہونے والے وفود کے حالات لکھے تو ان تحریروں سے خوب استفادہ کیا۔ (۲۸)

خطوط کی صورت میں سرمایۂ سیرت

عہد رسالت مآب ﷺ میں روایات سیرت نبوی کی حفاظت کا دارومدار اکثر وبیشتر قوت حفظ پر تھا، لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح نہیں کہ زمانۂ نبوی میں آپ کے ارشادات بالکل ہی قلم بند نہیں کئے گئے۔

ابن عباس وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے متعدد طرق واسناد سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ ۶ھ میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو قاصدوں کو سلاطین کے پاس دعوت اسلام دینے کے لئے بھیجا اور ان کے نام فرمان تحریر فرمائے۔ چناں چہ ابن عباس وغیرہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں:

> ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما رجع من الحديبية فى ذى الحجة سنة ست ارسل الرسل الى الملوك يدعوهم الى الاسلام وكتب اليهم كتباً (۲۹)

اسی طرح آپ ﷺ نے نجاشی کو دو دعوت نامے تحریر فرمائے تھے، ایک میں انہیں دعوت اسلام دی تھی اور قرآن پاک کی آیات تحریر فرمائیں۔ دوسرے میں آپ نے حکم دیا تھا کہ وہ ام حبیبہ بنت سفیان بن حرب کا نکاح آپ ﷺ سے کر دے۔

فلما کان شهر ربیع الاول سنة سبع من هجرة رسول الله صلی الله علیه وسلم الی المدینة کتب رسول الله الی النجاشی کتابا یدعو فیه الی الاسلام (...) وکتب الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یزوجه ام حبیبة بنت ابی سفیان بن حرب ... (۳۰)

اسی طرح آپ ﷺ نے روم میں ہرقل کو، ایران میں کسریٰ کو، اسکندریہ میں مقوقس کو، بحرین میں منذر بن ساوی (۳۱) کو، یمامہ میں ہوذہ بن علی کو اور دمشق میں حارث بن ابی شمر غسانی کو خود خطوط لکھوائے جو سیرت کا عظیم تحریری سرمایہ ہیں۔(۳۲)

مدائنی سے منقول ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وحی لکھتے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ اور قبائل کے مابین خط وکتابت کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صلح نامہ حدیبیہ لکھا، عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ (۳۳) سلاطین کے نام خطوط لکھتے تھے۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عمان کا خط لکھا تھا۔(۳۴)

صحیح بخاری میں تعلیقاً مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہودیوں کی تحریر سیکھ لو۔ انہوں نے چند دنوں میں ان کی تحریر کو سیکھ لیا۔ اس لئے وہی ان کو خط لکھتے اور ان کے خطوط کا جواب دیتے۔(۳۵)

علامہ ابن قیم نے اپنی تالیف میں ان خطوط کا ذکر کیا ہے جو حضور ﷺ نے اہل ایمان کو تحریر فرمائے:

فمنها کتابه فی الصدقات الذی کان عند ابی بکر وکتبه ابو بکر لانس بن مالك لما وجهه الی البحرین وعلیه عمل الجمهور، ومنها کتابه الی اهل الیمن وهو الکتاب الذی رواه ابو بکر بن عمرو بن حزم عن ابیه عن جده وهو کتاب عظیم فیه انواع کثیر من الفقه فی الزکٰوة والدیات والاحکام وذکر الکبائر والطلاق والعتاق واحکام الصلوة فی الثوب الواحد والاحتباء فیه ومس المصحف وغیر ذالك، قال الامام احمد لاشك ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کتبه واحتج الفقهاء کلهم بمافیه من مقادیر الدیات، ومنها کتابه الی بنی زهیر، ومنها کتابه الذی کان عند عمر بن الخطاب فی نصب الزکوة

وغیرھا(۳۶)

ان خطوط میں سے ایک زکوۃ کے متعلق تھا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محفوظ تھا، اسے (حضور ﷺ کے حکم سے) حضرت ابو بکر نے حضرت انس بن مالک کے لئے لکھا تھا جب انہیں بحرین کی طرف روانہ کیا اسی خط کے مطابق آج جمہور کا عمل ہے۔

ایک خط اہل یمن کی طرف بھیجا، اس خط کو ابو بکر (تابعی) نے اپنے والد عمرو سے اور انہوں نے اپنے والد حزم سے روایت کیا ہے۔ یہ بہت عظیم الشان خط ہے۔ اس میں فقہ کے بہت سے اہم مسائل درج ہیں، مثلاً زکوۃ، دیت اور احکام کے علاوہ کبیرہ گناہوں، طلاق، غلاموں کی آزادی، ایک کپڑے میں نماز پڑھنے، ایک ہی کپڑا اوڑھنے مصحف کو چھونے وغیرہ کے مسائل۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس میں ذرا بھر شک نہیں کہ یہ خط حضور ﷺ نے لکھوایا۔ عام فقہا اس میں درج شدہ دیتوں کی مقدار پر عمل پیرا ہیں۔

عبداللہ بن الحکیم کے پاس نبی اکرم ﷺ کا دعوت نامہ پہنچا، جس میں مردہ جانور کے بارے میں یہ حکم درج تھا:

عن عبد الله بن حكيم قال اتانا كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا تنتفعوا من الميتة با هاب ولا عصب(۳۷)

رسول اکرم، ہادی برحق ﷺ کے مکاتیب مبارکہ کو قبائل عرب نہایت احترام کی نظر سے دیکھتے تھے، اور اس کی بے ادبی کو اپنے لئے وبال جان خیال کرتے تھے۔ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر تحریر شدہ نامہ مبارک سمعان بن عمرو بن قریط عرنی کے پاس پہنچا تو اس نے اس سے اپنے ڈول کی پیوند کاری کر دی۔ اس کی بیٹی نے دیکھ کر کہا:

ما اراك الا ستصيبك قارعة، اتاك كتاب سيد العرب فرقعت به دلوك(۳۸)

میرا خیال ہے کہ عنقریب تجھے کوئی مصیبت پہنچے گی، کیوں کہ تمہارے پاس سید العرب ﷺ کا خط آیا اور تم نے ڈول کی پیوند کاری کر دی۔

خداداد عظمت وہیبت کی وجہ سے اہل عرب آپ کے نامہ مبارک کو ایک عظیم ہستی کا نوشتہ سمجھتے ہوئے محفوظ رکھتے۔ چناں چہ مغازی کے مشہور عالم مجالد بن سعید بن عمیر ہمدانی (م ۱۴۴ھ) کے دادا کے نام حضور ﷺ نے نامہ مبارک بھیجا، اس کا ذکر ہمدانی یوں کرتے ہیں:

كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلمالى جدى عندنا(۳۹)

میرے دادا کے نام رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک ہمارے پاس موجود ہے۔

عہد و مواثیق کی صورت میں سرمایۂ سیرت

ہجرت مدینہ کے بعد رسول کریم ﷺ نے اپنی ہجرت گاہ کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے قرب و جوار میں بسنے والے عرب قبائل سے تحریری معاہدے کئے، جو آج تاریخ و سیرت کی معتبر کتابوں میں محفوظ ہیں اور سیرت کا عظیم سرمایہ ہیں۔

تاریخ اسلام کا سب سے پہلا معاہدہ انصار و مہاجرین اور یہود کے مابین طے پایا۔ یہ وہ تحریری دستاویز ہے جسے میثاق مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حدیبیہ کے مقام پر جو صلح نامہ آں حضرت ﷺ اور کفار مکہ کے درمیان حضرت علی نے لکھا تھا اس کی ایک نقل قریش نے اپنے پاس رکھی اور ایک آں حضرت ﷺ نے اپنے پاس رکھی۔

وكتب علىٌّ صدر هذا الكتاب فكان هذا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت نسخته عند سهيل بن عمرو (۴۰)

ابن ہشام کے الفاظ ہیں:

ثم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم على بن ابى طالب رضوان الله عليه ،فقال اكتب (۴۱)

بنی عقیل قبیلہ کے تین افراد ربیع بن معاویہ، مطرف بن عبداللہ اور انس بن قیس نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اپنے قبیلے کی طرف سے بیعت اسلام کی۔ آپ ﷺ نے سرخ چمڑے پر بنی عقیل کا علاقہ بہ طور جاگیر لکھ کر دیا۔ یہ نامہ مبارک مطرف کے پاس تھا:

وقد منا من بنى عقيل على رسول الله صلى الله عليه وسلم ربيع بن معاوية (...)ومطرف بن عبد الله (...)وانس بن قيس (...)فبايعوا واسلمو او بايعوه على من ورآء هم من قومهم فاعطاهم النبى صلى الله عليه وسلم العقيق عقيق بنى عقيل ،وهى ارض فيها عيون و نخل ،وكتب لهم بذالك كتابا فى اديم احمر (...)فكان الكتاب فى يد مطرف(۴۲)

اسی طرح آپ ﷺ نے قبیلہ جعد بن کعب سے رقادہ بن عمرو کو مقام فلج میں ایک قطعہ اراضی عطا فرمایا اور تحریر لکھ کر دی جو ان کے خاندان میں رہی:

واعطاه رسول الله صلى الله عليه وسلم بالفلج ضيعة وكتب له كتابا، وهو عند هم (۴۳)

عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانی کا ایک چشمہ عطا فرمایا اور سند لکھ دی۔

وفد على النبى صلى الله عليه وسلم واقطعه مياها كانت لبنى عمرو بن عامر (۴۴)

یوحنہ بن رؤبہ، صاحب ایلہ کو صلح نامہ لکھ کر دیا۔ اہل خیبر سے بٹائی کا معاملہ تحریری ہوا۔ اہل جربا اور اذرح کو ایک صلح نامہ لکھ کر دیا۔

صالح رسول الله صلى الله عليه وسلم اهل اذرح على مآة دينار فى كل رجب وصالح اهل الجرباء على الجزية وكتب لهم كتابا (۴۵)

اکیدر صاحب دومۃ الجندل کو صلح نامہ لکھ کر دیا۔ (۴۶) اور اہل فدک سے تحریری صلح ہوئی۔ (۴۷)

ڈاکٹر حمید اللہ (مرحوم) کا مجموعہ الوثائق السیاسیہ جس میں تقریباً ۳۸۲ خطوط و معاہدات شامل ہیں، اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ اسی طرح بے شمار تحریرات زمانہ نبوی و متصل مابعد میں موجود تھیں جو سیرت کے تحریری سرمائے کا ثبوت ہیں۔

عہد خلفائے راشدین کا تحریری سرمایۂ سیرت

عہد خلفائے راشدین میں فتوحات کا سلسلہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ نت نئے ممالک و مناطق احاطۂ اقتدار میں آتے چلے گئے اقوام عالم کے ساتھ تعامل کا ظہور امر ناگزیر تھا۔ چناں چہ مختلف قوموں اور حکومتوں کے ساتھ تحریری معاہدات ہوئے، حتیٰ کہ خود اسلامی لشکر میں امرا و خلفا کے مابین خط و کتابت کا سلسلہ قائم ہوا۔ اس طرح پہلی ہجری کے نصف اول میں ہی سیرت کا وہ عظیم سرمایہ تحریر کی صورت میں معرض وجود میں آیا جس سے کتب سیرت و تواریخ بھری پڑی ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل خفاش کے نام ایک خط بھیجا تھا جس میں انہیں جزیہ دینے کا حکم تحریر تھا جو دوسری صدی ہجری تک محفوظ رہا۔ (۴۸) عہد صدیقی میں جب،

حیرہ کا علاقہ فتح ہوا تو حضرت خالد بن ولید نے ان کے ساتھ جو معاہدہ کیا اسے لکھ کر دیا۔
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایلہ کے ساکنان سے تحریری معاہدہ ہوا۔

ان ابا العباس عبد اللہ بن محمد قد اشتری معاھدۃ ایلہ من اھلھا بثلاث مأۃ دینار (۴۹)

ایلہ کے معاہدے والانسخہ اہل ایلہ سے (خلیفۂ عباسی) ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار میں خریدا۔

عتبہ بن فرقد سلمٰی (۵۰) نے موصل کے قریب قلعہ تکریت ۲۰ ھ میں فتح کیا اور اہالیان تکریت کو امان نامہ لکھ کر دیا۔ اہل رہا کے پاس خلافت فاروقی کے زمانے کی ایک تحریر تھی جو انہیں عیاض بن غنم نے لکھ کر دی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابوعبداللہ نافع بن حارث بن کلاہ نے بصرہ کے قریب ایک قطعۂ اراضی طلب کیا جس کی سند آپ نے انہیں لکھ دی اور اپنے امرا حضرت ابوموسیٰ اشعری اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی خطوط کے ذریعے اطلاع دی۔ (۵۱)

عہد صحابہ وتابعین کا تحریری سرمایۂ سیرت

عام طور پر اہل عرب جنگی واقعات کی زبانی روایات کرتے تھے مگر فن تحریر سے آشنا بعض لوگ انہیں لکھ بھی لیتے تھے بشیر بن سعد بن ثعلبہ انصاری کے بارے منقول ہے :

وکان بشیر یکتب بالعربیۃ فی الجاھلیۃ وکانت الکتابۃ فی العرب قلیلاً (۵۲)

زمانۂ جاہلیت میں بشیر بن سعد عربی زبان میں لکھا کرتے تھے جب کہ عربوں میں کتابت کا فن قلیل تھا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک ساتھی کو اپنے ہاں لائے اور تحریری صورت میں اپنی مرویات دکھائیں ۔راوی کے بیان کے مطابق وہ ان کے ہاتھ سے نہیں بلکہ کسی اور کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے۔ چناں چہ روایت کے الفاظ ہیں:

الحسن بن عمرو بن امیۃ قال :تحدث عند ابی ھریرۃ بحدیث ،فاخذ بیدی الی بیتہ فأرانا کتباًمن حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال: ھذا ھو مکتوب عندی قال ابن عبد البر (...)وقد ثبت انہ لم یکن

یکتب ،فتعین ان المکتوب عندہ بغیر خطہ (۵۳)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کا ایک مجموعہ ہمام بن منبہ نے تیار کیا جو کتب احادیث میں ان کے نام سے موسوم ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اسے اپنی سند میں بیان کیا ہے۔

بشیر بن نہیک نے بھی آپ کی روایات کا مجموعہ تیار کیا، پھر آپ سے اجازت لی:

عن بشیر بن نهیك قال کتبت کتابا عن ابی هریرۃ فقلت ارویه عنك قال نعم (۵۴)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵۵) کے پاس مجموعہ احادیث تھا، جس کے بارے آپ بتاتے تھے کہ یہ آپ ﷺ پر پیش کی ہوئی کتاب ہے۔ آپ اپنے بیٹوں کو فرمایا کرتے تھے میرے بچو علم کو تحریر کی قید و بند میں لاؤ:

انه قال لبنیه:یا بنی قیدوا العلم بالکتاب (۵۶)

سعید بن جبیر (تابعی) کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر (۵۷) اور عبداللہ بن عباس (۵۸) سے رات کو روایات سنتا اور پالان پر لکھ لیتا، پھر صبح ان کو اتار لیتا۔ براء بن عازب صحابی کے پاس بیٹھ کر تابعین ان کی روایات نقل کرتے تھے۔ (۵۹)

حضرت نافع وحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں تیس سال رہ کر علم حاصل کرتے رہے وہ اپنے شاگردوں کو اپنے سامنے بٹھا کر احادیث لکھوایا کرتے تھے۔ (۶۰)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک صحیفہ تھا جو ان کی نیام میں موجود رہتا تھا۔ اس میں احکام سے متعلقہ متعدد احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ زیارت کے خواہش مند حضرات کو آپ وہ دکھایا کرتے تھے۔ (۶۱)

صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین خط وکتابت کی صورت میں بھی سوال وجواب کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ابن ابی ملیکہ نے حضرت عبداللہ بن عباس کی خدمت میں لکھ کر عرض کیا کہ مجھے دینی احکام پر مشتمل ایک رسالہ لکھ بھیجیں، جو بات چھپانے کے لائق ہو اسے چھپائیں۔

فدعا بقضاء علی رضی اللہ تعالیٰ عنه فجعل یکتب منه اشیاء ویمر به الشییء (۶۲)

آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ طلب کئے ان سے لکھنا شروع کیا

بعض کو نظر انداز کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اپنے روایات کے متعدد مجموعے تھے۔ اہل طائف میں بعض لوگ ان کا ایک مجموعہ ان کو سنانے کے لئے لائے:

ان نفرا قد موا علی ابن عباس من اهل الطائف بکتاب من کتبه فجعل یقرأ علیهم (۶۳)

سلمٰی خاتون کہتی ہیں کہ انہوں نے عبداللہ بن عباس کو دیکھا کہ وہ حضور ﷺ کے غلام ابو رافع سے آں حضرت ﷺ کے کارنامے لکھا کرتے تھے۔ (۶۴) واقدی (۶۵) کے قول کے مطابق، رئیس عمان، منذر بن ساوی کو حضور ﷺ نے خط بھیجا تھا وہ ابن عباس کی کتابوں کے ساتھ انہوں نے دیکھا۔ (۶۶)

صحابہ کرام میں آپ سیر و مغازی کے مشہور عالم و معلم تھے۔ آپ اکابر صحابہ کی خدمت میں حاضر رہتے اور بڑی محنت کے ساتھ ان سے علم مغازی حاصل کرتے۔ آپ کا فرمان ہے:

کنت الزم الا کابر من اصحاب رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم من المهاجرین و الانصار فاسألهم عن مغازی رسول الله صلی الله علیه وسلم وما نزل من القرآن (۶۷)

امام مغازی موسیٰ بن عقبہ سے منقول ہے کہ کریب نے عبداللہ بن عباس کی کتابیں ایک اونٹ کے وزن کے برابر ہمارے پاس رکھیں۔ (۶۸)

حضرت سمرہ بن جندب کے بیٹے سلیمان بن سمرہ اپنے باپ سے ایک بڑا نسخہ روایت کرتے تھے:

روی عن ابیه نسخة کبیرة (۶۹)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی روایات مرتب ہو چکی تھیں۔ لفظ کبیرۃ سے اس کی وضاحت ہو رہی ہے ورنہ چند احادیث پر نسخہ کبیرۃ کا لفظ اطلاق درست نہیں۔ (۷۰)

حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت کا ایک مجموعہ حضرت وھب (تابعی) نے تیار کیا تھا جو اسماعیل بن عبدالکریم کے پاس تھا:

والصحیفة التی یرویها عن وهب عن جابر (۷۱)

اور دوسرا مجموعہ سلیمان بن قیس یشکری نے تیار کیا تھا اور ان سے ابو الزبیر، ابو سفیان اور

شعبی نے سماعت کیا۔(۷۲)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ (۷۳) نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے عمر بن عبد اللہ کے نام ایک مکتوب بھیجا جو مغازی سے متعلق تھا۔(۷۴)

قاضی مدینہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے منقول ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مجھے لکھ بھیجا کہ کتیبہ کے بارے تحقیق کرو کہ وہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کا خمس تھا یا خالصہ، میں نے عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے معلومات حاصل کر کے تحریر روانہ کی:

عن ابی بکر بن محمد بن حزم قال : کتب الیَّ عمر بن عبدالعزیز فی خلافته ان افحص لی عن الکتیبة أکانت خمس رسول الله صلی الله علیه وسلم من خیبر ام کانت لرسول الله خاصة ؟(...) قال ابو بکر : فکتبت الی عمر بن عبد العزیز بذالك (۷۵)

ابن عون کہتے ہیں کہ میں نے نافع مولیٰ بن عمر کو انفال کے بارے لکھا تو انہوں نے مجھے جواب میں تفصیل لکھ بھیجی ۔ نیز ایک تحریری سوال یہ بھی تھا کہ قتال سے پہلے دعوت اسلام دی جائے ۔انہوں نے جواب میں لکھا کہ دعوت اسلام ابتدائی دور میں تھی، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بے خبری میں ہی مصطلق پر حملہ کیا۔

عن ابن عون قال کتبت الی نافع اسئله عن الدعاء قبل القتال قال فکتب الی (۷٦)

ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر (۷۷) صحابی کے خدمت میں لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ میں کون سی سورت پڑھتے تھے،تو انہوں نے جواب میں لکھا۔

کتب الضحاك بن قیس الی النعمان بن بشیر یسئله ای شیئ قرأرسول الله صلی الله علیه وسلم یوم الجمعة سوی سورة الجمعة فقال کا ن یقرأهل اتاك حدیث الغاشیة(۷۸)

حضرت عمر نے عتبہ بن فرقد کو خط لکھا کہ آں حضرت ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن ابی عثمان قا ل کتب الینا عمر ونحن بأذر بیجان یا عتبة بن فرقد (...)وایا کم والتنعم وزیّ اهل الشرك ولبوس الحریر (۷۹)

حضورﷺ کے زمانے سے مابعد متصل صحابہ وتابعین کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔اس عہد میں ابتدائی چند سال چھوڑ کر،علوم وفنون کو احاطۂ تحریر میں لانے کا عام مذاق پیدا ہو چکا تھا۔حضرت حسن بصری اپنے بھتیجوں کو لکھنے کی نصیحت کرتے تھے۔حضرت عمر فاروق فرماتے تھے:

قیدوا العلم باالکتاب (۸۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے:

قیدوا ھذا العلم با الکتاب (۸۱)

ابتدائی دور میں تحریر میں احتیاط برتنے کی وجوھات

اب سوال یہ ہے کہ ابتدائی دور میں تحریر میں احتیاط برتنے کی وجوھات کیا ہیں؟اصل میں آغاز اسلام اور مدنی دور میں لکھا پڑھنا جاننے والے اصحاب رسولﷺ کی تعداد انتہائی محدود تھی۔ نیز ابتدائی ایام میں انہیں کتابت حدیث سے منع کر دیا گیا تھا کہ میرے احکام میں سے قرآن پاک کے علاوہ اور کچھ نہ لکھو،مبادا قرآن عزیز کے ساتھ اختلاط ہو جائے۔اسی لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضورﷺ کے اقوال وافعال کو اپنے گوشۂ ذہن میں محفوظ رکھتے ہوئے قوت حافظہ پر اعتماد کرتے تھے۔

جب سرور عالمﷺ نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا تو صحابہ کرام کے مقدس سینے ہی حدیث وسیرت کے محافظ تھے سلسلہ وحی بند ہو چکا تھا۔نفاق کا دور دورہ تھا۔قبائل عرب بہ کثرت مرتد ہو رہے تھے کچھ بعید نہ تھا کہ ان میں منافقین افترا پردازی سے کام لیتے اور احادیث رسول کے ساتھ دل لگی کرنے لگتے۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کے قوانین وضع کر کے دروغ گوئی کے راستے کو مسدود کر دیا۔(۸۲) حافظ ذھبی لکھتے ہیں کہ ابو بکر پہلے شخص ہیں جنہوں نے حدیث کی قبولیت میں احتیاط سے کام لیا۔(۸۳)اس کی مثال یہ ہے کہ جب دادی کو ترکہ دلانے کے سلسلے میں آپ نے لوگوں سے دریافت کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اکرمﷺ دادی کو ترکہ میں سے چھٹا حصہ دلاتے تھے۔آپ نے اس پر شہادت طلب فرمائی۔(۸۴)

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے زمانۂ خلافت میں جھوٹوں کو ڈرایا اور کثیر الروایت لوگوں کو خوف زدہ کیا۔ابن سعد نے امام زھری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر

نے چاہا کہ سنن رسول ﷺ کو جمع کیا جائے۔اس سلسلہ میں ایک ماہ تک استخارہ کیا۔آخر فرمایا کہ مجھے ایک قوم یاد آئی جنھوں نے خود کتاب لکھی اور اس میں پھنس گئے اور خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

اراد عمر بن الخطاب ان يكتب السنن فاستخار الله شهراً ثم اصبح وقد عزم له فقال :ذكرت قوما كتبوا كتابا فأقبلوا عليه و تركوا كتاب الله (٨٥)

مطلب یہ تھا کہ اگر سنن جمع کر دی گئیں تو ممکن ہے لوگ کتاب اللہ سے غافل ہو جائیں گے۔

امام ذھبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق بھی اولین شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے روایت حدیث میں بیدار مغزی سے کام لیا۔ ہشام کے والد نے آپ کے سامنے ایک حدیث بیان کی تو آپ نے شہادت طلب کی اس حدیث پر چند انصاری صحابہ نے شہادت پیش کی تو آپ نے فرمایا میں آپ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگاتا۔میرا مقصد تحقیق کرنا تھا۔(٨٦)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ احتیاط اس وقت کے عصری تقاضوں کے بالکل ہم آہنگ تھی۔ اگر اس دور میں حدیثیں مدون ہو کر عوام الناس تک پہنچ جاتیں تو قوی امکان تھا کہ قرآن وحدیث باہم مخلوط ہو جاتے اور بہت سے لوگ ان کے مابین فرق نہ کر سکتے۔اس لئے آپ نے پہلے قلت روایت کا حکم دیا اور پھر لکھنے سے منع کر دیا، تا کہ فتنہ و فساد کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے۔(٨٧)

تدوین سیرت کے ارتقائی جائزے میں جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر طرح کی تحریری روکاوٹ اور ممانعت کے باوجود رفتہ رفتہ احادیث وسیر کو ضبط تحریر میں لانے والوں کی تعداد اور اس سرمایہ میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب کے لئے فن کتابت بالکل اجنبی تھا، جس میں پختہ ہونے کے لئے کافی وقت اور محنت کی ضرورت تھی۔اگر سنن وسیر کو لکھنے کی عام اجازت دے دی جاتی تو اس سے یہ اندیشہ تھا کہ نو آموزی کے باعث قرآن وحدیث کا اختلاط ہو جاتا۔اس خطرے کے انسداد کے لئے عوام الناس کو روکا گیا۔لیکن جو اس فن میں کمال اور مہارت رکھتے تھے انہیں صرف اجازت ہی نہیں بل کہ حکم دیا گیا:

اكتب فوالذى نفسى بيده ما يخرج منه الا حق(٨٨)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود حضور ﷺ نے حکماً فرمایا کہ خط عبرانی یا سریانی سیکھو، کیوں کہ میرے نام جو لوگوں کے خط آتے ہیں میں پسند نہیں کرتا کہ انہیں کوئی اور پڑھے، نیز فرمایا کہ تم یہود سے تحریر سیکھ لو۔ کیوں کہ واللہ میں اپنے خط پر یہود سے مطمئن نہیں ہوں۔ پھر آپ نے سترہ راتوں میں اسے سیکھ لیا۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

عن زيد بن ثابت قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم انه يأتيني كتب من اناس لااحب أن يقرأها احد فهل تسطيع ان تعلم كتاب العبرانية اوقال السريانية ؟ فقلت: نعم، قال : فتعلمتها في سبع عشرة ليلة(۸۹)

یہ تمام دلائل اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ لکھنے کی ممانعت عوام الناس کے لئے تھی، تا کہ وہ فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر الروایت تھے۔ لیکن خلافت فاروقی کے زمانے میں انہوں نے بھی روایت کا مشغلہ ترک کر دیا تھا۔ ایک عرصے کے بعد جب ضرورت نے روایت حدیث کا تقاضا کیا تو آپ نے دوبارہ روایت کا سلسلہ شروع کر دیا، بل کہ شاگردوں کو روایات املا کرائیں اور خود بھی اپنے علوم کو دفاتر میں تحریر کرایا، کیوں کہ اب منع کے اسباب تقریباً اٹھ چکے تھے اور ضرورت تدوین بڑھ چکی تھی۔ اسی کو الشیخ عبدالستار یوں بیان کرتے ہیں:

قد وردت عن النبي صلى الله عليه وسلم احاديث تنهى عن كتابة غير القرآن ،كما جاء ت احاديث اخرى فيها الاذن بكتابة الحديث النبوي ،كذالك وردت احاديث كثيرة من عدد الصحابة فيها اثبات وقوع الكتابة للسنة الشريفة في عهده صلى الله عليه وسلم لذا اختلف الصدر الاول رضي الله تعالىٰ عنهم في كتابة الحديث ،فمنهم من كره تدوينه وامروا بحفظه، ومنهم من اجاز ذالك ومثل هذا حديث في عصر التابعين(...)واياماًكان الامر قد استقرت آرآء العلماء بعد على وجوب تدوين الحديث النبوي،(۹۰) قال الحافظ ابو عمر وابن الصلاح (ثم انه زال ذالك الخلاف ،واجمع المسلمون على تسويغ ذالك واباحته ،ولولا تدوينه في الكتب لدرس في

الاعصر الآخرة(۹۱)

احادیث نبوی میں قرآن کے علاوہ (سنن وغیرھا) کی کتب سے ممانعت وارد ہوئی ہے ،اسی طرح دیگر احادیث میں حدیث نبوی کے لکھنے کی اجازت بھی آئی ہے۔ نیز عہد رسالت مآب ﷺ میں ہی سنن شریفہ کی کتابت کے وقوع کا اثبات متعدد صحابہ کرام سے بہت سی احادیث میں وارد ہے۔ اس لئے صحابہ کرام کے ابتدائی زمانہ میں کتابت حدیث کے بارے اختلاف رہا ہے ۔بعض تدوین حدیث کو ناپسند جانتے تھے اور اس کے حفظ کا حکم دیتے تھے اور بعض اس کی اجازت دیتے تھے، جیسا کہ عصر تابعین میں ظاہر ہے۔ کچھ وقت تک معاملہ اسی طرح رہا، پھر اس کے بعد علماء (حقہ) کی آرا تدوین حدیث نبوی کے وجوب پر پختہ ہوگئیں۔

حافظ ابوعمرو ابن الصلاح فرماتے ہیں۔

پھر یہ اختلاف ختم ہوگیا اور مسلمان اس کے جائز و مباح ہونے پر متفق ہو گئے اگر کتب میں یہ علم مدون نہ ہوتا تو آخری زمانوں علم کا نشان تک باقی نہ رہتا۔

حوالہ جات

۱۔ابن ہشام (عبدالملک) م(۱۸۰ھ)۔السیرۃ النبویۃ: ج۲،ص۱۰۳

۲۔الصحیح البخاری: کتاب بنیان الکعبۃ ،باب ہجرۃ النبی واصحابہ،حدیث نمبر:۳۶۱۶ (ج۱،ص۵۵۵)

۳۔ابن ہشام: ج۲،ص۱۱۵

۴۔صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب کتابۃ الامام الناس،حدیث نمبر:۲۸۳۲ (ج۱،ص۴۳۰)

۵۔العسقلانی۔تہذیب التہذیب: ج۵،ص۱۲۲

۶۔داناپوری:۱۱۳

۷۔ابن سعد (محمد)۔الطبقات الکبریٰ: ج۲،ص۲۲

۸۔سنن الدارمی۔کتاب المقدمہ: باب من رخص فی کتابۃ العلم،حدیث نمبر:۴۸۴ (ج۱،ص۱۳۶)

۹۔ابن سعد: ج۲،ص۲۸۵

۱۰۔الدارمی: حدیث نمبر۴۹۶ (ج۱،ص۱۳۸)

۱۱۔جامع الترمذی: ابواب العلم، باب ماجاء فی الرخصۃ فیہ،حدیث نمبر:۲۵۹۲

۱۲۔العسقلانی: ج۴،ص۲۰۵

۱۳۔الدارمی: کتاب الطلاق، باب لا طلاق قبل نکاح، حدیث نمبر:۲۱۶۶

۱۴۔عمرو بن حزم بن زید انصاری خزرجی کی کنیت ابوضحاک ہے۔آپ غزوۂ خندق میں حاضر ہوئے۔اہل نجران کی طرف سترہ سال کی عمر میں عامل بنا کر بھیجے گئے۔پچاس ہجری کے بعد وفات پائی۔آپ کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے۔دیکھئے:ابن الاثیر: ج۴،ص۹۹،۹۸

۱۵۔ابن اثیر: ج۴،ص۹۹

۱۶۔مبارک پوری (اطہر) تدوین سیر ومغازی:۵۱

۱۷۔معاذ بن جبل بن عمرو انصاری خزرجی،بعض نے ان کو بنی سلمہ قبیلے کی طرف منسوب کیا ہے۔آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے۔بیعت عقبہ میں شامل تھے۔تمام غزوات میں شریک رہے۔مواخات میں عبداللہ بن مسعود کے بھائی قرار پائے۔اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔قاریٔ قرآن اور حلال وحرام کو خوب جاننے والے اور عہد نبوی میں اصحاب فتویٰ میں سے تھے۔حضورﷺ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔وصال مبارک تک وہیں رہے۔اڑتیس سال کی عمر میں اٹھارہ ہجری میں انتقال فرمایا۔دیکھئے: ابن الاثیر: ج۴،ص۳۷۸،۳۷۷،۳۷۶

۱۸۔الترمذی،م ن،ابواب الزکاۃ،باب ماجاء فی زکاۃ الخضروات،حدیث نمبر:۵۷۷

۱۹۔الدارمی،کتاب الزکاۃ،باب فی زکاۃ الغنم۔ج۱،ص۳۶۴،حدیث ۲۰۱۶۲۱

☆البخاری،کتاب العلم،باب کتابۃ العلم۔ج۱،ص۲۲

۲۱۔ابی بن کعب بن قیس الانصاری النجاری،اصحابِ عقبہ ثانیہ میں سے ہیں اور بدری صحابہ میں سے ہیں۔حضرت عمر آپ کو سید المرسلین کے نام سے پکارتے۔آپ کاتبین وحی میں شامل ہیں۔ابونعیم کے بہ قول آپ خلافتِ عثمان کے زمانے میں سن تیس ۳۰ ہجری میں فوت ہوئے۔دیکھئے:العسقلانی: ج۱، ص۳۵،۳۶

۲۲۔زید بن ثابت بن الضحاک الانصاری الخزرجی۔آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ معرکۂ احد میں حاضر ہوئے۔غزوۂ تبوک میں آپ کو علم عطا کیا گیا۔آپ کاتبین وحی میں سے ہیں۔آپ کی وفات میں اختلاف ہے۔اکثر مؤرخین کا قول ہے کہ آپ پنتالیس ہجری میں فوت ہوئے۔دیکھئے:العسقلانی: ج۲،ص۲۳۸،۲۳۹

۲۳۔معاویہ بن ابی سفیان صکر بن حرب بن امیۃ القرشی الاموی۔بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئے۔واقدی کے بقول حدیبیہ کے بعد اسلام لائے۔فتح مکہ کے موقع پر اسلام کا اظہار کیا۔حضرت عمر نے ان کے بھائی یزید بن ابوسفیان کے بعد شام کا گورنر مقرر کیا۔حضرت عثمان نے بھی ان کو اس عہدے پر

برقرار رکھا۔ حضرت حسن بن علی سے مصالحت کے بعد مستقل خلیفہ بن گئے۔ رجب سن ساٹھ ہجری میں انتقال فرمایا، دیکھئے: العسقلانی: ج ۵ ص ۱۶۵، ۱۶۶

۲۴۔ مغیرہ بن شعبۃ بن ابی عامر بن مسعود، دراز قامت، عمرہ حدیبیہ سے قبل اسلام لائے۔ بیت رضوان میں حاضر تھے۔ حضرت عمر نے ان کو بصرہ کا والی بنایا۔ پھر ان کو کوفہ پر گورنر مقرر کیا، حضرت عثمان نے بھی اسی عہدہ پر برقرار رکھا۔ آخر میں حضرت امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیت کی اور سن پچاس ہجری میں فوت ہوئے۔ دیکھئے: العسقلانی،: ج ۵، ص ۱۹۲

۲۵۔ العلاء بن عقبہ: المستغفری نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ المرزبانی کے بہ قول حضور ﷺ ان کو اور ارقم کو انصار کے گھروں میں بھیجا کرتے۔ یہ دونوں حضرات لوگوں کے مابین قرض کا لین دین، معاہدات اور معاملات لکھا کرتے۔ دیکھئے: الاصابۃ ج ۳، ص ۴۸۰

۲۶۔ حنظلہ بن ربیع کو حضور ﷺ نے طائف کی طرف بھیجا۔ یہ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ کوفے میں سکونت اختیار کی۔ حضرت معاویہ کی خلافت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ دیکھئے: العسقلانی: ج ۱، ص ۵۳۷

۲۷۔ مبارک پوری: ۱۱۰

۲۸۔ مبارک پوری: ۱۲۹

۲۹۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۱۹۸

۳۰۔ ابن سعد: ج ۱، ص ۱۶۲

۳۱۔ منذر بن ساوی بن الاخنس التمیمی الدارمی، آپ بحرین پر عامل تھے۔ فتح مکہ سے قبل حضور ﷺ نے ان کی طرف خط لکھا تھا یہ اسلام لے آئے۔ حضور ﷺ کے وصال کے قریب ہی ان کا وصال ہوا۔ دیکھئے: العسقلانی: ج ۵، ص ۲۰۲

۳۲۔ داناپوری، مقدمہ اصح السیر فی ہدی خیر البشر: ۱۲

۳۳۔ عبداللہ بن ارقم بن ابی الارقم القرشی زہری، فتح مکہ والے دن اسلام لائے۔ حضور ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی طرف سے خط و کتابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ حضرت عمر کے زمانے میں بیت المال انچارج رہے۔ سن چوالیس ہجری میں وفات پائی۔ دیکھئے: العسقلانی: ج ۳، ص ۱۴۹، ۱۵۰

۳۴۔ داناپوری: ص ۱۲

۳۵۔ داناپوری: ص ۱۲

۳۶۔ ابن قیم۔ زاد المعاد: ج ۱، ص ۶۹، ۶۸

۳۷۔الطبرانی۔المعجم الصغیر:۲۱۷

۳۸۔ابن سعد۔الطبقات:ج۱،ص۲۱۵

۳۹۔مبارک پوری:ص۱۱۶

۴۰۔ابن سعد:ج۲،ص۷۵

۴۱۔ابن ہشام۔السیرۃ النبویۃ:ج۳،ص۳۴۶

۴۲۔ابن سعد:ج۱،ص۲۳۰،۲۲۹

۴۳۔ابن سعد:ج۱،ص۲۳۰

۴۴۔ابن سعد:ج۷،ص۳۶

۴۵۔البلاذری۔فتوح البلدان:ص۶۶

۴۶۔ابوعبید قاسم بن سلام۔کتاب الاموال۔مترجم:عبدالرحمٰن طاہر سورتی:۲۹۵

۴۷۔مبارک پوری:ص۱۲

۴۸۔البلاذری:ص۱۰۸

۴۹۔مبارک پوری:ص۱۳۵

۵۰۔عتبہ بن فرقد بن یربوع بن حبیب، غزوۂ خیبر میں حاضر ہوئے اور مالِ غنیمت سے حصہ حاصل کیا۔آپ سن اٹھارہ ہجری میں موصل فتح کیا۔آپ کی بیوی ''ام عاصم'' کا بیان ہے کہ ہم ان کے ہاں چار بیویاں تھیں۔بہترین خوشبو لگاتیں مگر خوشبو نہ لگانے کے باوجود ان سے بہترین خوشبو آتی۔کوفے میں آپ کا وصال ہوا۔دیکھئے:العسقلانی،الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ:ج۳،ص۴۱۵،۴۱۶

۵۱۔یحیٰی بن آدم۔کتاب الخراج:۷۹،۷۸

۵۲۔ابن سعد:ج۳،ص۴۰۲

۵۳۔العسقلانی،فتح الباری:ج۱،ص۲۷۶

۵۴۔الترمذی:کتاب العلم،ج۲،ص۲۳۹

۵۵۔انس بن مالک بن النضر الانصاری الخزرجی، رسول اللہ ﷺ کے خادمِ خاص اور کثیر الروائت ہیں۔آپ کی والدہ ام سلیم نے دس سال کی عمر میں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا،آپ نے قبول فرمایا۔بدر میں بھی حاضر ہوئے۔ننانوے سال آپ کی عمر ہوئی۔۱۰۱سال اور ۱۰۷سال کی روایات بھی ہیں۔سن وصال میں بھی اختلاف ہے۔ابن شاہین کے بقول نوے ہجری میں فوت ہوئے۔اکانوے ہجری، تیرانوے ہجری اور ایک سو تین ہجری کی روایات بھی ہیں۔دیکھئے:الصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ:

ج ۳، ص ۱۱۱، ۱۱۲

۵۶۔ابن سعد: ج ۷، ص ۱۶

۵۷۔عبداللہ بن عمر بن الخطاب بن نفیل القرشی العدوی، سن تین نبوی میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر میں ہجرت کی۔ پندرہ سال کی عمر میں غزوۂ خندق میں شمولیت کی۔ تاریخ وفات میں اختلاف ہے، سن چوراسی ہجری یا سن ستاسی ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ دیکھیے: العسقلانی: ج ۳، ص ۲۵۳.۲۵۸

۵۸۔عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف القرشی الہاشمی، حضورﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ ہجرت سے تین سال قبل جب بنو ہاشم شعبِ ابی طالب میں محصور تھے تو آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ کے لیے حضورﷺ نے حکمت، تاویل کتاب اور فقہِ دین کی دعا فرمائی۔ آپ نے سن اڑسٹھ ہجری میں طائف میں وصال فرمایا۔ دیکھیے: العسقلانی: ج ۳، ص ۲۲۹.۲۳۶

۵۹۔الدارمی: باب من رخص فی کتابۃ العلم، ج ۱، ص ۱۳۸

۶۰۔الدارمی۔سنن الدارمی: باب من رخص فی کتابۃ العلم، ج ۱، ص ۱۳۹

۶۱۔البخاری: کتاب الدیات، باب العاقلہ، ج ۲، ص ۱۰۲۰

۶۲۔مسلم۔مقدمہ صحیح مسلم: باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء، ج ۱، ص ۱۰

۶۳۔العسقلانی۔تہذیب التہذیب: ج ۴، ص ۱۹۸

۶۴۔ابن سعد: ج ۲، ص ۱۲۳

۶۵۔الواقدی: محمد بن عمر بن واحد الاسلمی (م ۲۰۷ھ) قاضی عراق اور عظیم علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ مغازی وسیر کے عظیم عالم تھے۔ ان کی ثقاہت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام بخاری انھیں متروک کہتے ہیں، جب کہ مصعب الزبیری کہتے ہیں: "مارأیت مثلہ"۔ دیکھیے: الخزرجی، احمد بن عبد اللہ۔ خلاصۃ التہذیب تہذیب الکمال: ج ۳، ص ۲۴

۶۶۔ابن قیم: ج ۲، ص ۵۷

۶۷۔العسقلانی۔الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ج ۴، ص ۹۲، ۹۱

۶۸۔ابن سعد: ج ۵، ص ۲۹۰

۶۹۔العسقلانی۔تہذیب التہذیب: ج ۴، ص ۱۹۸

۷۰۔مناظر احسن گیلانی۔تدوین حدیث: ص ۶۴

۷۱۔العسقلانی: ج ۱، ص ۳۱۴، ۳۱۵

۷۲۔العسقلانی: ج [illegible]، ص ۲۱۵، ۲۱۶

۷۳۔ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ الاسلمی، ان کا نام علقمہ ہے۔ ان کے بیٹے عبد اللہ کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے۔
ان کا والد اسلام سے پہلے فوت ہو گیا تھا۔ دیکھئے: العسقلانی، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابۃ: ج ۴، ص ۱۲۶

۷۴۔ الصحیح البخاری: کتاب الجہاد، باب لاتتمنو لقاء العدو، ج ۱، ص ۴۲۴
حدیث نمبر، ۲۷۴۴، ۷۵۲۷

☆ ابن سعد: ج ۵، ص ۳۰۳

۷۶۔ مسلم: کتاب الجہاد والسیر، باب الاغارۃ علی الکفار، ج ۲، ص ۸۱، حدیث نمبر، ۳۲۶۰

۷۷۔ النعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ انصاری خزرجی، واقدی کے قول کے مطابق ہجرت کے بعد یہ پہلے بچے ہیں جو انصار کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ دمشق کے قاضی بھی رہے۔ حضرت معاویہ نے آپ کو کوفے پر عامل مقرر کیا۔ آپ کو سن ۶۵ھ میں شہید کیا گیا۔ دیکھئے: العسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابہ: ج ۵، ص ۳۴۲، ۳۴۳

۷۸۔ مسلم: کتاب الجمعۃ، فصل فی قرأۃ الم تنزیل وھل اتی، ج ۱، ص ۲۸۸، حدیث نمبر، ۱۴۵۲

۷۹۔ مسلم: کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال الحریر علی الرجل، ج ۲، ص ۱۹۱، حدیث نمبر، ۳۸۵۷

۸۰۔ الدارمی۔ کتاب المقدمہ: باب من رخص فی کتابۃ العلم، ج ۱، ص ۱۴۰، حدیث نمبر، ۴۹۷

۸۱۔ الدارمی: ایضاً، ج ۱، ص ۱۴۰، حدیث نمبر، ۴۹۸

۸۲۔ ابوزھرہ۔ تاریخ حدیث ومحدثین: ص ۹۲، ۹۱

۸۳۔ الذہبی۔ تذکرۃ الحفاظ: ج ۱، ص ۲۷

۸۴۔ ابوزھرہ: ۹۶، ۹۵

۸۵۔ ابن سعد: ج ۳، ص ۲۱۷

۸۶۔ الذہبی: ج ۱، ص ۳۱

۸۷۔ ابوزھرہ: ۱۶۷، ۱۶۶

۸۸۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث۔ السنن: کتاب العلم، باب کتابۃ العلم۔ ج ۲، ص ۱۵۸، حدیث ۱۶۱ ۸۹۳

☆ ابن سعد: ج ۲، ص ۲۷۴، ۲۷۳

۹۰۔ الشیخ عبد الستار۔ اعلام الحفاظ والمحدثین: ج ۱، ص ۲۲

۹۱۔ ابن الصلاح۔ مقدمہ ابن الصلاح: ۳۰۲